ڈاکٹر عرفان شہزاد

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ نبوت کے ایک بنیادی استدلال کا جائزہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

["نقطۂ نظر" کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

مرزا غلام احمد صاحب سورۂ جمعہ (۶۲) کی آیت ۲ اور ۳ کے تحت اپنے دعویٰ نبوت پر استدلال کرتے ہیں۔ یہ استدلال ان کے دعویٰ کا مدار المہام ہے۔ وہ بڑے اعتماد سے اسے اپنی کتب اور بیانات میں جگہ جگہ پیش کرتے ہیں[1]۔ احمدیت کے تعارفی اور دعوتی لٹریچر میں اسے ایک بنیادی استدلال کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے۔

زبان و بیان کے مسلمہ اصولوں اور روایت اور درایت کے معیارات کے ساتھ ہم تجزیہ کر کے دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اس استدلال کی کیا حقیقت ہے۔

پہلے ان کا استدلال ملاحظہ کیجیے:

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ

۱۔ مثلاً دیکھیے: "ایک غلطی کا ازالہ" ۹ اور دیگر مقامات۔ "تریاق القلوب" ۱۷۰-۱۷۱ وغیرہ۔

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (الجمعہ ۶۲: ۲-۳)

ان آیات کا ترجمہ احمدی حضرات کی نمایندہ تفسیر، ''تفسیر صغیر'' میں یوں کیا گیا ہے۔ (ترجمے کے خط کشیدہ الفاظ پر نظر رہے):

''وہی خدا ہے، جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا بھیجا (جو باوجود ان پڑھ ہونے کے) ان کو خدا کے احکام سناتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے، اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔''

پھر اس کی تفسیر صحیح بخاری (رقم ۴۸۹۷) کی ایک روایت سے یوں کی جاتی ہے:

''اس آیت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: 'لو کان الإیمان معلقا بالثریا لناله رجل او رجال من فارس' (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اڑ گیا تو اہل فارس کی نسل سے ایک اور ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ اس میں مہدی معہود کی خبر ہے۔'' (تفسیر صغیر ۷۴۵)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بتایا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا خاندان خراسان سے ہندوستان ہجرت کر کے آیا تھا۔ خراسان قدیم زمانے میں فارس میں شمار کیا جاتا تھا، اس لیے اس پیشین گوئی کے مصداق مرزا صاحب ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی بدولت ایمان و اسلام کی تجدید ہوئی اور گویا ایک بار پھر بعثت محمدی ہوئی، مگر اس بار روحانی طور پر مرزا صاحب کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ یہ روحانی بعثت محمدی ہوتی رہے گی تاکہ بعد کے ادوار کے لوگ بھی بموجب آیت بالا اُس درجے میں شامل ہو سکیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو حاصل ہوا تھا۔

مرزا صاحب نے ان آیات سے دو استدلالات کیے ہیں: ایک یہ کہ ایک دوسری بعثت محمدی ہوگی۔ دوسرے یہ کہ 'مِنْهُمْ' میں 'هُمْ' کی ضمیر میں عجمی اقوام بھی شامل ہیں تاکہ یہ بعثت ان میں بھی ہو سکے اور وہ خود بھی اس میں شامل ہیں۔ لکھتے ہیں:

''...آیت 'و آخرین منهم لما یلحقوا بهم' اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں 'منهم' کا لفظ وہ ظاہر کر رہا

تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لیے موزوں ہے، مبعوث ہوگا جو آنحضرت کے رنگ میں ہوگا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے۔‘‘(روحانی خزائن ۱۷/ ۲۶۱)

بعض مفسرین نے ’وَاٰخَرِیۡنَ‘ کا عطف ’یُعَلِّمُھُمۡ‘ پر مانا ہے۔ جس سے مفہوم یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ان میں سے ان دوسروں کو بھی رسول کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ مرزا غلام احمد نے اپنے دعویٰ نبوت کی تائید میں یہ دوسرا مفہوم بھی پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

’’خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے۔ اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے۔ ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کرے گا جو انھی میں سے ہو جاویں گے ....۔‘‘

’’گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے: ’ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویعلم آخرین منھم....۔‘ یعنی ہمارے خالص اور قابل بندے بجز صحابہؓ کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور جیسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔‘‘(روحانی خزائن ۵/ ۲۰۸-۲۰۹)

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

اور یہ ’دوسرے‘ آں حضرت مرزا صاحب تھے جنھوں نے اپنے صحابہ کی تربیت فرمائی۔ (نعوذ باللہ)

در حقیقت یہ استدلال مسلم تفسیری روایات سے اٹھایا گیا ہے۔ مفسرین کا ایک طبقہ تو ’اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ‘ سے امیین عرب ہی مراد لیتا ہے، لیکن ایک دوسرا طبقہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ آیت کے مصداق میں تاقیامت عجمی اقوام بھی شامل ہیں[۲]۔ مرزا صاحب نے اسی دوسرے مفہوم کو اختیار کر کے اس پر اپنے استدلال کی بنا رکھی ہے۔

’اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ‘ میں عجمی اقوام کی شمولیت کے موقف پر نقد

زبان و بیان کے اصولوں کی رو سے غور کیجیے تو آیت میں ’اٰخَرِیۡنَ‘ (دوسرے) کے بعد ’مِنۡھُمۡ‘ (ان میں سے) میں ’ھُمۡ‘ کی ضمیر ’اُمِّیّٖنَ‘ کی طرف راجع ہے، یعنی یہ صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ’دوسرے‘ بھی ’اُمِّیّٖنَ‘ میں سے ہی ہوں گے جو (لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ) ابھی تک ایمان لا کر مومنین کی جماعت میں شامل نہ ہوئے تھے۔ یہ بات اتنی واضح ہے کہ یہاں غیر عرب، عجمی اقوام مراد لینے کی کوئی گنجایش نہیں نکلتی۔ یہاں لفظ

۲۔ مثلاً دیکھیے ’’زاد المسیر‘‘ کا تفسیری نوٹ۔

'اُمِّیّٖنَ' مذکور ہوا ہے، 'مُسۡلِمِیۡنَ' یا 'مُؤۡمِنِیۡنَ' کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ بعد والے ایمان لا کر مسلمین اور مومنین تو کہلائیں گے، لیکن انھیں 'اُمِّیّٖنَ' نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ وہ یہاں کسی طرح بھی مراد نہیں لیے جا سکتے۔

مزید غور کیجیے کہ 'اٰخَرِیۡنَ' سے پہلے واؤ عاطفہ ہے۔ عطف کے بعد 'بَعَثَ' کا فعل ماضی ہی آگے جاری ہوا ہے، یعنی 'بعث محمدًا في آخرين منهم، أي من أميين'، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دوسرے امیوں میں بھی رسول بنا کر بھیجا۔ لیکن ''تفسیر صغیر'' کے ترجمے میں دیکھا جا سکتا ہے کہ انھوں نے عطف کے بعد جب دوسری بار 'بَعَثَ' کا ترجمہ کیا تو اسے ماضی، (یعنی رسول بنا کر بھیجا) کے بجائے مضارع، (یعنی رسول بنا کر بھیجے گا) کر دیا ہے۔ مرزا صاحب نے بھی یہی مفہوم مراد لیا ہے، ''ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لیے موزوں ہے، مبعوث ہو گا جو آں حضرت کے رنگ میں ہو گا''۔

عطف کے بعد فعل ماضی کو فعل مضارع میں تبدیل کرنا زبان و بیان کے قواعد کی رو سے صراحتاً غلط ہے۔ چنانچہ ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ دوسرے امیوں میں بھی اسے بھیجا، نہ کہ اسے بھیجے گا۔

تیسری اہم بات یہ کہ یہاں 'بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ' (ان امیوں میں رسول بھیجا) آیا ہے، 'بعث إلى الأميين أو الناس' (ان امیوں یا لوگوں کی طرف رسول بھیجا) نہیں آیا۔ ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ کی بعثت جزیرۂ عرب کے امیوں میں ہوئی، لیکن آپ کی بعثت عامہ تمام انسانیت کی طرف ہوئی ہے۔ مثلاً دیکھیے، جب یہ کہنے کا موقع آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام لوگوں کی طرف ہے تو 'اِلٰی' (کی طرف) استعمال کیا گیا:

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا. (الاعراف ۷: ۱۵۸)

''کہہ دو، (اے پیغمبر کہ) لوگو، میں تم سب کی طرف اُس خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں۔''

لیکن آیت زیر بحث میں ایسا نہیں کہا گیا۔ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جزیرہ نمائے عرب کے امیوں میں مبعوث ہوئے ہیں۔ چنانچہ 'وَاٰخَرِیۡنَ' کے بعد 'بَعَثَ فِیۡ' ہی معطوف ہوا ہے، جو صاف بتا رہا ہے کہ ان دوسرے امیوں میں بھی آپ کی بعثت ہوئی ہے جو ابھی ایمان لا کر مومن امیوں میں شامل نہیں ہوئے۔

خلاصہ یہ کہ آیت میں کسی طور پر مستقبل میں کسی نئی بعثت کی بات نہیں ہوئی۔ 'بَعَثَ' کا فعل ماضی ایسے کسی معنی کو لینے سے قاطع ہے۔

امیوں کے علاوہ دوسری کسی قوم میں بعثت کا امکان یہاں نہیں پایا جاتا۔ 'مِنۡهُمۡ' میں 'هُمۡ' کی ضمیر اور حرف جر 'فی' اس معنی کو لینے سے مانع ہیں۔

www.javedahmadghamidi.org

اس وضاحت کے بعد یہ بالکل واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کا استدلال ہر گز کوئی درست علمی بنیاد پر استوار نہیں۔ یہ ایک تفسیری روایت کی بنا پر سر تا سر سوء فہم پر مبنی ہے۔

تفسیری روایت پر تبصرہ

آیت زیر بحث کے مصداق میں عجمی اقوام کی شمولیت کی مذکورہ بالا روایت سند کے اعتبار سے بخاری کی صحیح روایت ہے، لیکن دیکھا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ اسے کسی طور قبول نہیں کرتے۔

یہ اصول پیش نظر رہنا چاہیے کہ روایت راویوں کے شعوری یا لاشعوری تصرفات سے آزاد نہیں ہوتی۔ چنانچہ وہی روایت قبول کی جا سکتی ہے جس کی اجازت قرآن مجید کے الفاظ دیتے ہوں۔ روایت کی اگر کوئی توجیہ ممکن ہو تو کی جائے گی، ورنہ اسے انسانی خطا کا نتیجہ قرار دے کر رد کرنا ہوگا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس روایت کی توجیہ ممکن ہے۔ تفحص سے معلوم ہوا کہ یہ روایت درج بالا تناظر کے علاوہ دیگر دو تناظرات کے ساتھ بھی بیان ہوئی ہے۔ اسے قرآن مجید کی ایک اور آیت کے شان نزول کے تناظر میں بھی بیان کیا گیا ہے، جب کہ ایک دوسری سند اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تعبیر کے تناظر میں بیان کرتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ﴾ [محمد ۴۷: ۳۸]، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ إِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوا بِنَا، ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَنَا؟ فَضَرَبَ عَلَى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، ثُمَّ قَالَ: ”هَذَا وَقَوْمُهُ لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسٍ“.
(صحیح ابن حبان، رقم ۷۱۲۳)

”حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: 'وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ' [محمد ۴۷: ۳۸]، صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، یہ کون لوگ ہیں کہ اگر ہم نے روگردانی کی تو وہ ہماری جگہ آ جائیں گے پھر وہ ہماری طرح نہ ہوں گے؟ تو آپ نے سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا: یہ اور اس کی قوم۔ دین اگر ثریا کے پاس بھی ہو گا تو فارس کے لوگ اس تک رسائی حاصل کر لیں گے۔“

علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔[۳]

۳۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، رقم ۱۰۱۸۔

ایک دوسری سند سے یہ بات یوں مروی ہے:

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: رأيت غنمًا كثيرة سوداء، دخلت فيها غنم كثيرة بيض، قالوا: فما أولته يارسول الله؟ قال: ''العجم، يشركونكم في دينكم وأنسابكم''. قالوا: العجم يا رسول الله؟ قال: ''لو كان الإيمان معلقًا بالثريا لناله رجال من العجم، وأسعدهم به الناس''.

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم ۸۱۹۴)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں سیاہ رنگ کی بہت زیادہ بکریاں دیکھیں، ان میں بڑی تعداد میں سفید رنگ کی بکریاں داخل ہو گئیں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عجمی لوگ تمھارے دین اور نسب میں شریک ہوں گے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، عجم؟ (یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے کے ساتھ معلق ہوتا تو عجم کے بعض لوگ اس تک بھی رسائی حاصل کر لیتے، (ذہن نشین کر لو کہ) وہ انتہائی سعادت مند لوگ ہوں گے۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

علامہ البانی نے اسے حسن بشواہد قرار دیا ہے۔ یعنی یہ بھی قابل احتجاج ہے[۴]۔

تینوں روایات کو سامنے رکھ کر دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصل روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی روایت ہے۔ پھر کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمی اقوام کی امت مسلمہ میں شمولیت کو سورۂ محمد کی آیت ۳۸ کے تناظر میں بھی بیان کر دیا، جس کے الفاظ اس روایت کو قبول کرتے ہیں۔ پھر کسی راوی کے وہم سے یہ سورۂ جمعہ کی آیت ۳ کے تناظر میں بیان ہو گئی۔ یوں جو غلط فہمی پیدا ہوئی وہ ہماری تفسیری روایت میں در آئی اور وہاں سے مرزا صاحب نے اسے اختیار کر لیا۔

ان ملاحظات کی روشنی میں سورۂ جمعہ کی متعلقہ آیات کا مفہوم قطعی طور پر اس بات کو بالکل واضح کر دیتا ہے کہ یہاں امیوں کے علاوہ کسی دوسری قوم کا ذکر نہیں کیا گیا۔ آیت کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

۴۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، رقم ۱۰۱۸۔

”اُسی نے امیوں کے اندر ایک رسول اُنھی میں سے بھیجا ہے جو اُس کی آیتیں اُنھیں سناتا اور اُن کا تزکیہ کرتا ہے، اور اِس کے لیے اُنھیں قانون اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس سے پہلے یہ لوگ کھلی گم راہی میں تھے۔ اور امیوں میں سے اُن دوسروں میں بھی یہ رسول بھیجا ہے جو (ایمان لا کر) ابھی اُن میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔ اللہ زبردست اور حکیم ہے۔“

اس اسلوب میں بیان کرنے کے چند فائدے ہیں:

ایک یہ کہ ان امیوں میں سے اب تک جو ایمان نہیں لائے تھے، انھیں گویا یہ ترغیب دی گئی کہ تم جس کا انکار کر رہے ہو، وہ تمھی میں سے ایک شخص ہے جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ تم میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لا چکے ہیں، تم بھی ایمان لا کر ان کے ساتھ اس سعادت میں شامل ہو جاؤ۔

دوسرے یہ کہ آیت میں یہ بشارت بھی ہے کہ ان امیوں میں سے وہ جو ابھی تک ایمان نہیں لائے وہ بھی ایمان لا کر مومنین کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

تیسرے یہ کہ مومن امیوں کے لیے یہ تنبیہ بھی ہے کہ جو ایمان لا چکے ہیں وہ نہ بھولیں کہ وہ بھی اس سے پہلے گم راہی میں تھے، پھر ایمان سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ وہ جو ابھی گم راہی میں ہیں، ان کی گم راہی بھی اسی طرح ختم ہو سکتی ہے۔ اس لیے ان کے بارے میں بد گمانی نہیں کرنی چاہیے۔

یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب اگر واقعی خدا کے نبی ہوتے تو قرآن مجید سے اپنے دعویٰ نبوت کے بنیادی اور مرکزی استدلال میں ان سے ایسی فاش غلطی کا صدور ممکن نہیں تھا۔ نبی کے ہاں یہ امکان نہیں ہوتا کہ وہ کسی دینی معاملے میں خطا کرے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دین اور قرآن مجید کا فہم بھی ایک عام خطا کار انسانی فہم ہی تھا، نہ کہ خدا سے حاصل ہونے والی وحی سے ان کے پاس کوئی قطعی علم آیا تھا جس میں غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ متلاشیان حق کے لیے مرزا صاحب کی یہی ایک فاش خطا ان کے دعویٰ نبوت کی حقیقت جاننے کے لیے کفایت کرتی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org